تعارف وتبصرہ

اسلام کا شورائی نظام از مولانا سید جلال الدین عمری۔ مرتب جناب اختر حجازی۔
شائع کردہ: مکتبہ تعمیر انسانیت۔ اردو بازار، لاہور۔ صفحات ۱۲۴
آفسیٹ کی طباعت، دبیز کاغذ، جاذب نظر ٹائٹل۔ ڈیمائی سائز، قیمت مجلد مع ڈسٹ کور ۱۵ روپئے۔

معاصر اردو ادب میں 'معتبر نام' کی ایک بہت اچھی اصطلاح مروّج ہے۔ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ 'اسلامیات' کے دائرے میں بھی اسے رواج عام حاصل ہو۔ برصغیر ہند وپاک میں 'اسلامیات' کے معتبر مصنفین کی کوئی فہرست بنائی جائے تو مولانا سید جلال الدین عمری کے نام کو اس میں نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ آزادی کے بعد ہندوستان میں 'اسلامیات' پر جو اول درجے کا اوریجنل لٹریچر وجود میں آیا ہے اس میں مولانا عمری کی تصنیفات خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر مصنف کی درجن سے زائد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ متعدد ضخیم کتابیں زیر تکمیل ہیں۔ پچاس سے زائد مقالات ہیں جو زیادہ تر ماہنامہ زندگی (رام پور) کی فائل کی زینت ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب اسی سلسلے کا ایک مقالہ ہے جو آج سے تقریباً تیس سال قبل ماہنامہ زندگی (رام پور) میں تین قسطوں اور تقریباً ایک سو صفحات میں شائع ہوا تھا۔ اس وقت بھی مقالے کو علمی حلقوں میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا تھا اور ہند وپاک کے بعض معاصر رسالوں میں اسے نقل کیا گیا تھا۔ ہندوستان میں بھی مختلف حلقوں کی طرف سے اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی تحریک تھی۔ لیکن مصنف نظر ثانی کے ارادہ سے اس کی اشاعت کو روکے ہوئے تھے۔ جناب اختر حجازی شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی توجہ سے یہ اہم مقالہ کتابی صورت میں منظر عام پر آگیا ہے جس کی وجہ سے اس سے استفادہ آسان ہوگیا ہے۔ کتاب کا رنگ خالص علمی اور تحقیقی ہے۔ جس میں اسلام کے مستند مآخذ کی روشنی میں 'اسلام' میں شوریٰ کی اصولی نوعیت اور دورِ اول میں اس کے عملی انطباق کی تفصیلی صورتوں کا جامع مرقعہ پیش کیا گیا ہے۔ اور مسئلہ کے تمام خد وخال کو واقعات وحقائق کی روشنی میں منظر عام پر لایا گیا ہے۔

اسلام کے سیاسی نظام میں 'شوریٰ' کو وہی اہمیت حاصل ہے جو جسم کے اندر ریڑھ کی ہڈی کی ہے کہ اگر کسی وجہ سے یہ متاثر ہو جائے تو پورے سیاسی نظام کا متاثر ہو جانا یقینی ہے۔ اس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے اس اہم ترین اصول اجتماعی سے دنیا کے جو ممالک دور سے دور تر ہیں اس میں اسلامی مملکتوں کا نام سرفہرست ہے۔ آج عالم اسلام کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ اسلام کے مطلوبہ سیاسی نظام کے تفصیلی خد وخال پر کھل کر بحثیں ہوں اور اس کی منقح اور نکھری ہوئی صورت

نگاہوں کے سامنے لائی جائے۔ اسلامی ممالک میں عام طور پر سیاسی عدم استحکام اور اتھل پتھل کی جو کیفیت ہے اس کا ایک بڑا سبب شاید یہ بھی ہے کہ ذہنوں میں اسلام کے سیاسی نظام کے تفصیلی خدوخال واضح نہیں ہیں۔ پڑوسی ملک پاکستان کو اس کی نمایاں مثال کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتا ہے۔

اسلام کے سیاسی نظام پر گفتگو اسی وقت معنی خیز ہوسکتی ہے جب کہ اس کے 'شورائی نظام' کو بحث ونظر کا محور بنایا جائے۔ اسلام کے مطلوبہ سانچے (FRAME WORK) میں عامۃ المسلمین کی طرف سے اپنے سربراہ کا انتخاب کس طرح ہو۔ انتخاب عوامی ہو یا امت کے منتخب نمائندہ افراد کے ذریعہ ہو۔ مسلمانوں کی شوریٰ (پارلیمان) کا تفصیلی ڈھانچہ کیا ہو۔ صدارتی نظام اسلام سے زیادہ قریب تر ہے یا پارلیمانی نظام؟ اسلام کے سیاسی نظام کے تمام تفصیلی مباحث گھوم پھر کر 'شوریٰ' اور 'اسلام کے شورائی نظام' تک منتج ہوتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب میں موضوع کے مالہ وما علیہ کو جامع انداز میں سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے کوئی مبسوط کتاب لکھنا چونکہ مصنف کے پیش نظر نہیں تھا اس لیے گفتگو زیادہ تر اصولی اور تاریخی تجزیہ کے دائرے تک محدود ہے۔ لیکن اس کے باوجود چوتھائی صدی سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ بحثیں آج بھی بالکل تازہ ہیں اور ان شاء اللہ اس موضوع پر آیندہ جب بھی بحث کی جائے گی یہ مقالہ دلیلِ راہ کا کام دے گا۔ کتاب کے شروع میں حرفِ اول میں جناب اسعد گیلانی صاحب نے بجا طور پر کہا ہے کہ یہ مقالہ اس موضوع پر حرفِ آخر نہیں تو حرفِ جامع ضرور ہے اور اہلِ علم اس کاوش سے مستفید ہوں گے۔

کتاب کے آغاز میں ترتیب کا ذکر جس انداز سے کیا گیا ہے اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ مختلف مقامات پر مصنف کی بکھری ہوئی تحریروں کو ایک خاص انداز سے جمع کیا گیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے یہ مصنف کا ایک ہی مقالہ ہے جسے صرف ابواب کی تقسیم کے اضافہ سے جوں کا توں شائع کر دیا گیا ہے۔ ترتیب کا کم سے کم تقاضا تھا کہ بعض حوالے جو نامکمل تھے انھیں مکمل کیا جاتا۔ آخر میں معروف طریقے پر مراجع کی فہرست کا دیا جانا بھی مناسب تھا۔ کاغذ اور کتابت وطباعت عمدہ ہے۔ البتہ تصحیح کا خاطر خواہ اہتمام نہیں کیا جاسکا ہے۔ ص۲۹ 'لا تجتمع امتی علی ضلالۃ' 'تجتمع امتی ا ح' چھپ گیا ہے اندرونی ٹائٹل کی پشت پر کتاب سے متعلق تفصیلات میں 'نام کتاب' کے بعد صرف 'مرتب' کا نام ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے 'مصنف' کا نام ہونا چاہیے تھا۔ مقدمہ کے طور پر مفکر اسلام مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی ایک تحریر کتاب کی زینت ہے۔ موجودہ صورت میں بھی کتاب ہندوستان سے چھپ جائے تو 'اسلامیات' کے ذخیرے میں ایک اچھا اضافہ ہوگا۔

(سلطان احمد اصلاحی)